بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

مملکت اردن کی سرحدات پر اسرائیل کی جارحانہ کارروائیوں، لوٹ مار، مال وجان کی تباہی اور نہتی آبادیوں پر وحشیانہ حملوں نے ایک بار پھر روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو اضطراب میں ڈال دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے، کہ ہماری وقتی اور ہنگامی جزع فزع اور چند احتجاجی بیانات سے اس درندگی اور بربریت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں ---! اس کا علاج تو صرف یہ ہے۔ کہ محمد عربی علیہ السلام کے تمام نام لیوا مسلمان آپس میں متحد و متفق ہو کر کفار و استعمار کے مقابلہ میں ایک "بنیان مرصوص" (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) کی طرح بن جائیں۔ آج ہم باطل اور سامراج کا قلع قمع یگانگت اور رشتۂ اتحاد ہی کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔ جو قومی اور علاقائی بنیادوں پر نہیں بلکہ بین الاسلامی اساس پر استوار ہو۔ ایک ایسی روحانی اساس جس کے آگے قوم، وطن، رنگ و نسل کی کوئی حیثیت نہیں ——— دنیا کی ایک مغضوب علیہ ذلیل اور خوار قوم "یہود" کے ہاتھوں ہماری بار بار پٹائی ——؟—— یہ تو قدرت کا ایک تازیانہ ہے، کہ مسلمان بیدار ہوں۔ ملت کی خاطر اور محمد عربی علیہ السلام کے ننگ و ناموس کی لاج رکھنے کی خاطر ہم میں کچھ شعور پیدا ہو، مگر افسوس ہماری خودی اور "انا" اب ایسی فنا ہو چکی ہے، کہ سوائے وقتی شور اور چند روزہ واویلا کے ہم آج تک کسی مثبت فیصلہ پر متفق بھی نہ ہو سکے۔ کہ ہم کیا کریں۔؟ اگر ہماری غفلت اور کوتاہی ملکی اور سیاسی خود غرضی اور ہمارے بندیوں کا یہی عالم اور ہمارا شیوہ صرف نالہ و شیون رہا تو کفر کا عفریت اور مغربی استعمار کا دیو اسی شدت سے کبھی اردن کی سرحدات پر حملہ آور ہو گا، اور کبھی شام کی مقدس سرزمین پر مغربی طاغوت اور استعمار کا اپنے پروردہ اژدہا "اسرائیل" کی شکل میں عربوں کے سینے پر لوٹتا رہے گا، اور کبھی کفر اور ظلم کا یہ ناسور قبرص اور کشمیر کی شکل میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے سوہان روح بنا رہے گا۔ فہل من مدکر۔

اس بسیط ارض پر بسنے والے تمام مسلمان ایک گھرانے کے افراد ہیں۔ وہ گھرانا جو روحانیت اور اسلام کے رشتوں پر کھڑا ہے، اس گھر کے کسی فرد کو تکلیف پہنچنے سے سارے گھرانے کی بے چینی ایک واجبی اور طبعی امر ہے۔ خواہ وہ فرد فلسطین میں بستا ہو یا کشمیر میں۔ قبرص میں ہو یا الفوپیا (حبشہ) میں۔ اس لحاظ سے یہود (خذلھم اللہ وقبحھم) اور در پردہ ان کے مربی

مغربی اقوام کے یہ ظالمانہ حملے صرف اردن وشام پر نہیں بلکہ پورے مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج ہیں۔ یہ پورے کفر کی یلغار ہے اسلام پر، اور پورے باطل کی للکار ہے حق کے خلاف —— آج خالدبن ولیدؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ کی پاکیزہ روحیں بے چین ہیں کہ کوئی اٹھے اور ایک بار پھر اپنے پرسوز نعرے اور جگر پاش نعروں سے غافل ملتِ محمدیؐ کو جھنجوڑ کر رکھ دے۔ درد وسوز میں ڈوبی ہوئی وہ پکار جس کے ذریعہ حضرت خالدبن ولیدؓ نے ایک بار گرتی ہوئی فوج کو سنبھالا دیا تھا —— —— وا محمداہ —— وا محمداہ ھلا لاسلام والمسلمین۔

پچھلے دنوں ملتان میں جمعیۃ العلماء اسلام کے ایک ممتاز قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور دیگر کئی جماعتوں کے ممتاز اور امن پسند شہریوں کو صرف اس جرم کی پاداش میں جیل جانا پڑا۔ کہ وہ "جشنِ ملتان" میں ہونے والے غیر شرعی اخلاق سوز تقریبات رقص وسرود، راگ و رنگ کے پروگراموں پر احتجاج کر رہے تھے۔ آج جب کہ ہمارا ملک شدید قسم کے معاشی، سماجی اور اخلاقی مسائل سے دوچار ہے۔ خارجی استحکام اور بچاؤ کے لئے ایک ایک کوڑی کی ضرورت ہے، عوام کو زندگی کی بنیادی ضروریات بآسانی میسر نہیں ہو رہی ہیں۔ ایسے حالات میں اس قسم کے جشنوں کا انعقاد ہی سرے سے محلِ بحث ہے کہ ایک ترقی پذیر قوم اس "عیاشی" کی متحمل کہاں تک ہو سکتی ہے۔؟ مگر حضرت مفتی محمود صاحب اور ان کے امن پسند رفقاء کا مطالبہ تو صرف یہ تھا کہ اس جشن سے وہ ایمان سوز غیر شرعی پروگرام حذف کر دیئے جائیں جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ دن بدن روبہ زوال ہوتا جا رہا ہے۔ غنڈہ گردی، بے حیائی، بداَمنی کا فروغ ہو رہا ہے۔ شرفاء کی عزت وناموس اور پاکبازوں کی عفت وعصمت سماج دشمن عناصر کے ہاتھوں دن دھاڑے لٹ رہا ہے۔ اور جس کے انسداد و استیصال کے لئے نہ صرف علماء بلکہ خود گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ خان صاحب متفکر اور پریشان ہیں۔ ہم پورے جذبۂ خیر خواہی سے اربابِ اقتدار سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا اصلاحِ معاشرہ کے لئے جد وجہد کرنا اور ملک کو اخلاقی زوال اور سماجی بربادی سے بچانے کی کوشش قابلِ دست اندازی جرم ہے۔؟ اور کیا یہ اصلاحی کوششیں ملک سے غداری کی مترادف ہیں؟ اور کیا ایسے نازک حالات میں جن سے ہمارا ملک دوچار ہے، رقص وسرود کی محفلیں منانا ملک کی خیر خواہی ہے؟ ان حضرات کی گرفتاری پر عام مسلمانوں کا اظہارِ افسوس اور غم بالکل بجا ہے۔ پھر جب کہ ہماری معلومات کے مطابق ان حضرات نے گرفتاری تک اپنے مطالبہ کیلئے کوئی غیر قانونی قدم نہیں اٹھایا